



بسم الله الرحمن الرحيم

قونی اسمبلی کے ایک وقفہ سوالات کے دوران ایک سوال کے جواب میں بتایا گیا کہ اسلامی مشاورتی کونسل کو قائم ہونے پانچ سال گزر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں کونسل کے چیپن ابلانس ہوئے اور ممبروں کی تنخواہوں، الاؤنسوں اور سفر خرچ وغیرہ پر پانچ لاکھ ۲۴ ہزار نو سو تیرہ روپے خرچ ہوئے۔ (نوائے وقت۔ ۲۴ مئی ۱۹۶۷ء)

مگر سوال یہ ہے کہ ان خطیر اخراجات کے نتیجہ میں کتنے دینی و علمی مسائل منتج ہوئے؟ کتنے مسائل جتنے جن کا کوئی شرعی حل اور تحقیقی جواب اسلامی و فقہی ذخائر میں موجود نہ تھا۔ مگر کونسل سنہ اس کی شرعی حیثیت کو واضح کیا؟ اور پھر بڑی بات یہ کہ کونسل کی کتنی سفارشات بھتیں جنہیں عملی جامہ پہنایا گیا۔ کونسل نے اگر دو ایک فقہی حوادث و لوازل از قسم بگنگ نظام، انشورس یا بیمہ وغیرہ پر قرآن و سنت کی روشنی میں دیانتدارانہ رائے اور متبادل اسلامی صورتیں پیش کی ہوں تو بھی یہ سہکاری "دارالافتاء" اپنی کچھ اہمیت تو منوالینا۔ مگر یہاں تو کسی مسئلہ کے ابہام و اغلاق رفع کرنے اور حرام و مشتبہ حیثیت واضح کرنے کی بجائے انہیں اسلامیانے کی کوششیں برہی ہیں۔ اور سود و شراب جیسے قطعی مسائل اب تک کونسل کے لئے مشق تحقیق بنے ہوئے ہیں۔ دراصل اسلام کے تمام تحقیقی اور علمی امور اپنے تکمیل و نتائج میں سر اسر اغلاک دیانت، خوف و طہیت، علمی تجرب و بصیرت، دینی قصد و تقصد، اصابت رائے، صوت عقائد، احتساب علی الشد، تقویٰ اور خشیت، احترام سلع و اور پورے اسلامی ورثہ کے تقدس و عظمت پر مبنی ہے نہ کہ فکری زلیغ علمی بے بضاعتی، غیر دین کی ذہنی نلانی اور تقلید افراتوس، طمع و لالچ، بھارتی بھر سرکاری بجٹ اور امراء و حکام کی سرپرستیوں پر۔

اپنی تاریخ پر ایک سرسری نگاہ ڈالئے، ملت محمدیہ (جس کا وصف خصوصی اور شان اعجازی علم و معرفت ہی ہے) کے کتنے قابل فخر امام اور فرد فرید فرزند ہیں جو تنہا اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور جو اپنے پیچھے علم و تحقیق، تصنیف و تالیف اور اجتہادات و استنباطات کی ایک دنیا چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر ان کے یہ نادورہ روزگار کارنامے نہ تو کسی انجمن اور اکیڈمی کی رہیں منت تھے اور نہ کسی ہسٹاریکل سوسائٹی اور ایجوکیشنل کانفرنس کے۔ ان کی پشت پر نہ تو کوئی عظیم و خطیر شاہی دولت ہوتی تھی نہ علوم و فنون

سے سمورے لائبریریاں اور تحقیقاتی ادارے، بلکہ یہ ان مذکورہ اوصاف عالیہ ہی کی کرشمہ سازیاں تھیں کہ ان علماء اور مصنفین میں سے کئی ایک۔ اے وہ وہ علمی کارنامے صحیفہ عالم پر ثبت کئے کہ اپنی وسعت اور گہرائی کے لحاظ سے، کبلی جان پر پوری امت کہلانے کے سترحتی بنے جن کے علمی و استنباطی نقوش سے آج بھی زمانہ کی ستم کاریوں کے باوجود عرب و عجم اور مشرق و مغرب کے خزانے سمور ہیں۔ امت محمدیہؐ کے ایک فرد فرید صاحب ہدایہ کے استاد نے ایک ہزار سے زائد جلدوں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی۔ ابن عربیؒ نے قرآن کریم کی تفسیر لکھنی شروع کی تو صرف سورہ کہف تک اتنی جلد مکمل ہوئے۔ اگر اہل موعود نے تکمیل کا موقع دیا ہوتا تو شاید ایک سو ساٹھ جلد بن جاتے۔ اور اس میں تعجب کیا جب کہ ان ہی شہناوران بحر قرآنی کے ایک مایہ ناز فرد امام فخر الدین رازی کا قول ہے کہ صرف سورہ فاتحہ سے ایک ہزار مسائل نکالے جاسکتے ہیں۔ ان دلیق پوش فقراء میں سے ایک امام محمد سرخسی ہیں جو اقتدار کی تمام نوازشوں سے محروم بلکہ معتبوب تھے۔ انہوں نے زندان کے چاہ سیاہ میں بیچ کر اوپر سے لکھنے والے شاگردوں کو ۳۰ جلدوں پر مشتمل ہزاروں صفحات کی وسیع علمی، قانونی اور فقہی کتاب مسموطہ اعلیٰ کرائی جو آج کسی بڑی سو سائٹی اور اکیڈمی کے بس میں نہیں۔ ابن جریر ہبری نے قلم برداشتہ اتنی جلدوں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی۔ یعقوب بن ابی شیبہؒ نے اپنی سند کے سب سے دوسو جلدوں کا تخمینہ لگایا۔ اور امت محمدیہؐ کے ایک فرزند بلیہ کی ایک تصنیف کے لئے چالیس کاتب متعین ہوئے۔ یہ ان لوگوں کی کسی ایک تصنیف کی مجاہدات کی تعداد ہے۔ پھر ان میں سے کتنے ہیں کہ ان کی ضخیم تصانیف کی تعداد دہائیوں اور سینکڑوں بلکہ ہزار سے متجاوز ہو چکی ہیں۔ یہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ ہیں اور یہ ہمارے قریبی عہد کے حکیم الامت مولانا عبد شرف علی تھانویؒ جن کی بلند پایہ علمی تالیفات کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ پھر علم و فن کی یہ فتوحات صرف علوم دین و شریعت اور ان کے سینکڑوں شعبوں تک محدود نہ تھیں بلکہ دنیا بھر کے علوم از قسم طبیعیات، انبیات، تاریخ، ریاضی، جغرافیہ، طبقات الارض، معاشیات و معاشرت، ہجو و حساب، حکمت و طب، کیمیا، ہندسہ و ہیت، سیاست، عمرانیات، تجارت و حرفت، تعمیرات و انجینئرنگ، سائنس و فلسفہ وغیرہ کے مرتب و مدون بلکہ اکثر کے نوید بنے۔ یہ سب بنی امتی (غیر اسلام) مگر علم الاولین والآخرین کے شان و مجازی کے کرشمے تھے۔ انہی کا فیض، انہی کا پیر تو۔ مگر جب غور و فکر کے رشتے اس سرچشمہ علوم اور منبع معرفت سے کاٹ دئے گئے ذہن اویوں کے غلام ہو گئے اور نگاہیں غیروں پر جم گئیں تو علم و حکمت کے وہ سوتے خدائے خشک کر دئے۔ روح القدس نے اپنی مدد کھینچ لی اور اب ہمارے سکالر، محقق اور فلاسفر صرف غیروں کے نقال و ترجمان بن کر رہ گئے۔ ان بے جان لاشوں کا مصرف صرف